مواعظِ اختر
نمبر
۵۵

روزہ اور ترکِ معصیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظِ اختر
نمبر ۵۵

روزہ اور ترکِ معصیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ امیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: روزہ اور ترکِ معصیت

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۲ رمضان المبارک، ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۸۸ء بروز جمعہ

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: آدابِ رمضان اور حصولِ تقویٰ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات　　　　　　　　　　صفحہ نمبر

روزے کا مقصد.. ۶

حج وعمرہ سے پہلے حرمین شریفین کے آداب سیکھئے............................ ۷

شیطان کا مکروفریب.. ۸

روزہ اور قرآن پاک قیامت کے دن شفاعت کریں گے............... ۸

صحبتِ اہل اللہ میں اپنی اصلاح کی نیت ضروری ہے............................ ۹

گناہ ہمت وارادہ سے چھوٹتے ہیں.. ۱۱

بھاوج سے پردہ کرنا واجب ہے.. ۱۱

رمضان المبارک کے چار اعمال.. ۱۳

لطفِ ترکِ گناہ.. ۱۵

دین بزرگوں کی نظر سے پیدا ہوتا ہے.. ۱۵

رجالُ اللہ.. ۱۶

شرافت کا تقاضا.. ۱۸

گناہ چھوڑنے کے تین طریقے.. ۱۹

سب سے زیادہ عبادت گذار بندہ.. ۱۹

لذتِ نامِ خدا.. ۲۱

محبتِ الٰہیہ کی عظمت.. ۲۲
تعلق مع اللہ کی قیمت.. ۲۳
بندے کی قیمت مالکِ حقیقی کی رضا سے ہے.. ۲۵
تقویٰ اہلِ تقویٰ کی صحبت سے ملے گا.. ۲۷
چین وسکون کی دولت اللہ والوں کے پاس ہے.. ۲۸
رمضان المبارک کے آداب.. ۳۰
ایک لطیفہ.. ۳۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزہ اور ترکِ معصیت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ
مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ○

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۳)

روزے کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے ہم پر روزہ اسی طرح فرض فرمایا ہے جس طرح پہلی امتوں پر فرض تھا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ یہ چند دن ہوتے ہیں جن کو تم انگلیوں پر گن لیتے ہو اور ایک دن آتا ہے کہ معلوم ہوا چاند نظر آگیا۔ لیکن رمضان شریف کے روزے کا مقصد کیا ہے؟ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ روزہ متقی کس طرح بناتا ہے؟ انسان کی فطرت گناہ کی طرف مائل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رمضان میں حلال نعمتوں سے بھی روک دیا۔ بتائیے! کھانا پینا حلال ہے یا نہیں؟ لیکن رمضان المبارک میں صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک حلال نعمتوں کو بھی حرام فرمادیا تاکہ جب اللہ کے حکم کی وجہ سے حلال سے بچنے کی مشق ہوجائے گی تو حرام سے بچنا بھی آسان ہوجائے گا، جب حلال سے بچنے کی قوت پیدا ہوجائے گی تو رمضان کے بعد حرام سے بچنا

آسان ہوجائے گا۔لیکن وہ شخص انتہائی ظالم ہے جس کے پیٹ میں کوئی غذا و چارہ نہیں ہے پھر بھی وہ بے چارہ اچھل رہا ہے۔یوپی میں مثل مشہور تھی کہ پیٹ میں پڑا چارہ تو اچھلنے لگا بے چارہ۔تو وہ انسان انتہائی ظالم ہے کہ پیٹ خالی ہے، بھوک لگی ہوئی ہے، زبان خشک ہے، کمزوری محسوس ہورہی ہے لیکن پھر بھی نامحرم عورتوں اورنوجوان لڑکوں سے اپنی نظر کی حفاظت نہیں کرتا۔ جو شخص اس مبارک مہینہ میں بھی گناہوں سے نہیں بچتا وہ اللہ کے انتہائی غضب کا مستحق ہوتا ہے۔

حج وعمرہ سے پہلے حرمین شریفین کے آداب سیکھیے

جیسے حرم کعبہ میں کوئی شخص اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کرے، وہاں بھی غیبت کرے، وہاں بھی ریڈیوسن رہاہے اورایک حاجی دوسرے حاجی سے کہتا ہے کہ دیکھو آج ہی فلپس کا ریڈیوخریدا ہے، کیا اچھا بج رہا ہے، یہ بات کعبہ شریف میں ہورہی ہے، ایسے ہی کعبہ شریف میں عربوں کے یا انڈونیشیا کے کم عمر لڑکے آتے ہیں، اب بجائے کعبہ دیکھنے کے انہیں دیکھ رہے ہیں۔

دوستو! میں خصوصاً حاجیوں سے، حج اور عمرہ کرنے والوں سے گذارش کرتا ہوں کہ کعبہ شریف اللہ کا گھر ہے، جو شخص کعبہ میں داخل ہوگیا وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے، جو شخص کسی کے مہمان کو ذلیل کرتا ہے تو میزبان کو کتنا غصہ آتا ہے، ایسے شخص کے لیے خطرہ ہے کہ اس کا خاتمہ بھی خراب ہوجائے۔ اس لیے جو شخص حج کرنے جائے پہلے ہی سے تقویٰ سیکھ کر جائے،خوب اللہ والا بن کر جائے،کوشش کرکے اس بات کو سیکھے کہ وہاں کیسے رہنا ہے، اللہ کا گھر بڑا محترم مقام ہے، وہاں اللہ میزبان ہے، حاجی مہمان ہیں۔

شیطان کا مکروفریب

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ ناظم آباد سے ایک دفعہ میرے ساتھ ایک صاحب حج پر گئے تھے، پچاس ساٹھ برس کی درمیانی عمر ہوگی، ان سے میری بے تکلفی بھی تھی، بہت شریف، سیدھے سادے، بھولے بھالے آدمی تھے، کہنے لگے کہ مولانا صاحب! یہ انڈونیشیا کی پندرہ سولہ سال کی لڑکیاں جو سفید برقعوں میں بیٹھی ہیں بالکل سفید کبوتریاں لگتی ہیں، ان کے چہروں پہ بڑا نور معلوم ہوتا ہے، بڑی معصومیت، بڑا بھولا پن ہے، میں نے ان سے گذارش کی کہ حاجی صاحب! آپ کیوں اپنا حج ضائع کررہے ہیں، آپ کعبہ شریف کا نور دیکھنے آئے ہیں یا کم عمر لڑکیوں کے چہرہ کا نور دیکھنے آئے ہیں؟ تمہیں شیطان بہکا رہا ہے۔ نامحرم عورت کے چہرہ کو دیکھنا گناہِ کبیرہ ہے اور یہ کہنا کہ ان کے چہرہ پہ نور برس رہا ہے تو آپ کعبہ کی تجلیات دیکھنے آئے ہو یا نامحرموں کو۔ شیطان نے تم کو کیسا چکر دیا۔ بعض لوگ بے پردہ عورتوں کو دیکھے جارہے ہیں اور کہتے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کیا معاشرہ ہے! کتنی بے حیائی پھیل رہی ہے، مولانا! ذرا دیکھئے۔ دیکھ بھی رہے ہیں اور لَا حَوْلَ بھی پڑھ رہے ہیں، ایسا لَا حَوْلَ اس شخص پر لَا حَوْلَ پڑھتا ہے۔ گناہ سے توبہ اور لَا حَوْلَ اُس وقت قبول ہے جب انسان گناہ سے الگ ہوجائے، پہلے نظر بچاؤ اس کے بعد لَا حَوْلَ پڑھو اور استغفار کرو۔

روزہ اور قرآن پاک قیامت کے دن شفاعت کریں گے

بہرحال یہ مبارک مہینہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں تقویٰ کی مشق کے لئے عطا فرمایا ہے اور یہ نصِ قطعی ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ کسی نے کوئی باریک نقطہ نکال دیا ہو، یہ بہت ہی جلی نقطہ ہے، اس آیت نے نصِ قطعی سے

ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں اور تراویح کو اس مبارک مہینے میں ہمیں متقی بنانے کے لئے نازل فرمایا ہے، اسی لئے دن کا روزہ اور تراویح میں قرآنِ پاک کا سننا قیامت کے دن اِن دونوں کو اللہ تعالیٰ حقِ شفاعت عطا فرمائیں گے، روزہ کہے گا کہ اے اللہ! اس شخص نے آپ کی خاطر دن بھر کھانا پینا نہیں کیا، آپ اس کو بخش دیجئے، اللہ اس کی شفاعت کو قبول فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس کی شفاعت کی مقبولیت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کردی، تراویح یہ کہے گی کہ یہ رات کو بیس رکعات پڑھتا تھا، قرآن سنتا تھا، قرآن کہے گا یا اللہ! خوب ڈٹ کر افطاری کھانے کے بعد اس کو نیند کا جھونکا آتا تھا لیکن پھر بھی یہ کھڑے ہو کر قرآن شریف سنتا تھا، لہٰذا آپ میری شفاعت کو قبول فرمایئے، اس کو بخش دیجئے، روزہ اور تراویح میں قرآن کا سننا یہ دونوں شفاعت کریں گے اور اللہ کے یہاں ان کی شفاعت قبول ہے۔ اور بیس رکعات تراویح عورتوں پر بھی سنت مؤکدہ ہے لیکن ان پر جماعت نہیں ہے، فقہاء نے خواتین کی جماعت کو مکروہِ تحریمی لکھا ہے، وہ اپنی الگ الگ بیس رکعات پڑھ لیں جتنا قرآن یاد ہو، اگر حافظۂ قرآن ہے تو اپنا قرآن پڑھ لے، اگر حافظہ نہیں ہے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھ لے۔

صحبتِ اہل اللہ میں اپنی اصلاح کی نیت ضروری ہے

تو اگر کوئی اہل اللہ کی صحبت نہ اٹھائے، اللہ سے ڈرنے والوں کے پاس نہ رہے تو روزہ میں بھوک سے مرتا رہے گا لیکن پھر بھی گناہ نہیں چھوڑے گا لیکن اگر کوئی شخص اللہ والوں کے پاس رہتا ہے اور اس کی نیت اصلاح کی ہو، خالی وقت گذاری اور دل بہلانے کے لئے نہ ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے گی، بعض لوگوں کو شیخ سے محبت طبعیہ ہوگئی لیکن ان کو اپنی اصلاح کی فکر نہ تھی، وہ اللہ

کے عذاب وغضب سے نہیں ڈرے، تو ایسے لوگوں کی کبھی اصلاح نہیں ہوگی کیونکہ آخرت نیت سے ملتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ خانقاہوں میں تمام عمر گذار دیتے ہیں مگر جیسے ناتراش تھے ویسے ہی رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نیت اصلاح کی نہیں ہوتی لہٰذا حقِ اصلاح ادا نہیں کرتے، شیخ کو اپنے حالات نہیں بتاتے، چھپ چھپ کر جو گناہ چاہتے ہیں کر لیتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ ایک آدمی ساری زندگی ڈاکٹر کے پاس رہتا ہے، ڈاکٹر کے ساتھ چائے بھی پیتا ہے، دوستی بھی ہے، ڈاکٹر کے سر میں تیل کی مالش بھی کرتا ہے، رات دن ڈاکٹر سے دوستی رکھتا ہے، ڈاکٹر بھی اس کو بہت مانتا ہے، جو کچھ بریانی کباب ڈاکٹر کھاتا ہے اس سے بھی کہتا ہے کہ آؤ بھئی! تم تو ہمارے دوست ہو لیکن یہ ظالم جو دوستی کر رہا ہے، ڈاکٹر سے کبھی اپنا مرض نہیں بیان کرتا ہے، یہ نہیں کہتا کہ میرے پیٹ میں درد ہے، مجھے پیچش لگی ہوئی ہے، میرے پیٹ میں بار بار مروڑ اٹھتے ہیں اور میں دن رات دس دفعہ بیت الخلا جاتا ہوں، یہ سب نہیں بتاتا، سوچتا ہے کہ اگر بتادوں گا تو کہیں ڈاکٹر مجھے کھچڑی کھلانا نہ شروع کردے، میرے کباب نہ روک دے، پھر یہ مجھ سے پرہیز کرائے گا اور مجھے کڑوی کسیلی دوا بھی کھانی پڑے گی۔ تو اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ کیا ڈاکٹر کی دوستی سے اس کی بیماری اچھی ہوجائے گی؟ ڈاکٹر کا بیٹا، ڈاکٹر کا سگا بھائی بھی اگر اپنا مرض بیان نہ کرے گا تو ساری عمر مریض ہی رہے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی ولی اللہ کے پاس، شیخ کے پاس ساری زندگی رہے اور گناہ کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھے تو اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ اس پر تو دگنا مقدمہ چلے گا کہ رات دن اللہ کے ذِکر کے ماحول میں، ہماری یاد کے ماحول میں بھی تم نے اپنی اصلاح نہ کرائی۔

گناہ ہمت وارادہ سے چھوٹتے ہیں

تو دوستو! ذرا فکر کیجئے، اصل میں انسان ہمت ہی نہیں کرتا، اگر وہ ہمت کرلے تو اللہ تعالیٰ نے اسے وہ طاقت دی ہے کہ اگر ابھی ارادہ اور ہمت کرلے کہ مجھے پیدل لاہور جانا ہے، تو وہ پیدل لاہور پہنچ جائے گا، اگر ابھی ارادہ کرلے کہ مجھے کسی عورت کو نہیں دیکھنا چاہے جان نکل جائے اور حرام نظر سے بچنا ہے تو مجال نہیں کہ اس کی ایک نظر بھی خراب ہوجائے۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج:۲، ص:۹۲۲)

نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے۔ یہ جو سڑکوں پر عورتیں پھرتی ہیں ان پر نظر مت ڈالو، یہ آنکھوں کا زِنا ہے اور ان کی گفتگو کو ریڈیو اور خبروں پر مت سنو، ان کا چبا چبا کر بولنا اور تمہارا مزے لے لے کر سننا، ان سے باتیں کرکے مزے لینا یہ کانوں کا زِنا ہے وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ زبان کا زِنا یہ ہے کہ بھاوج سے، ماموں کی بیٹی، چچا کی بیٹی، خالہ کی بیٹی، پھوپھی کی بیٹی سے باتیں کررہے ہیں، گپ شپ لڑا رہے ہیں، خیر وعافیت کا تبادلہ ہورہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ نامحرم عورتوں سے نفسانی مذاق اور ان سے گپ شپ لڑانا زبان کا زِنا ہے۔

بھاوج سے پردہ کرنا واجب ہے

میرے شیخ مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے بھائی کے پاس گیا، بھائی نے حضرت سے اصلاحی تعلق قائم کرلیا تھا، حضرت نے اس کو بتایا تھا کہ جب تمہارا بھائی آیا کرے تو اپنی بیوی کو اس کے سامنے مت آنے دیا کرو، بھاوج سے پردہ ہے تو اس نے اپنے شیخ کے مشورہ

کے مطابق اور شریعت کا حکم سمجھ کر اپنے بھائی کو اندر اپنی بیوی کے پاس جانے نہیں دیا، وہ اندر گھسا جا رہا تھا جیسا کہ پہلے اس کی عادت تھی، تو اس نے کہا کہ بھائی صاحب! ذرا ٹھہر جائیے، آج میں آپ کا کھانا باہر لاؤں گا، آپ اندر نہ جائیے، اس نے کہا کہ کیوں؟ میں اپنی بھابھی سے بات نہیں کروں؟ اس نے کہا نہیں، شریعت منع کرتی ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، جب وہ باہر کھانا لایا تو اس کے بھائی نے کھانا ہی نہیں کھایا اور ناراض ہو کر چلا گیا کہ تم نے ہمیں بھائی کہاں سمجھا، تم نے تو ہمیں اجنبی سمجھ کر جیسے کوئی غیر آتا ہے، اس طرح باہر کھانا لائے، میں نہیں کھاؤں گا، جب وہ اٹھ کر گیا تو بھائی بھی اس کو منانے کے لئے پیچھے پیچھے بھاگا، مگر وہ نہیں آیا۔ کچھ عرصہ بعد میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم وہاں تشریف لائے تو اس نے حضرت کو سارا قصہ سنایا۔ حضرت نے اس کے بھائی کو بلوایا اور دریافت فرمایا کہ تم وہاں کس سے ملنے گئے تھے، بھاوج سے یا بھائی سے؟ اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی سے ملنے گیا تھا، تو حضرت نے پوچھا کہ پھر بھائی سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟ کہا بھائی سے ملاقات ہوگئی، پوچھا کہ بھائی نے کچھ کھانا، پینا، چائے پانی پوچھا؟ کہا ہاں! کھانا بھی لائے تھے۔ تو کہا کہ پھر تم ناراض کیوں ہو؟ اب خاموش ہو گیا، کوئی جواب نہیں دیا۔ تب حضرت والا نے کہا اب تمہارے نفس کا مرض ظاہر ہو گیا کہ تم بھابھی سے ملنے گئے تھے جس کے نہ ملنے سے تم بے چین ہو گئے، اللہ کے غضب سے ڈرو اور اپنے اس مرض کا علاج کراؤ، ایک شخص تم کو اپنی بیوی نہیں دِکھاتا تو تم اس سے ناراض ہوتے ہو، یہ تمہاری شرافت ہے؟ اگر کوئی اپنی بیوی نہ دکھائے تو تم اس سے ناراض ہو کر بھاگے جا رہے ہو، شرم نہیں آتی تم کو، جب اس کا مرض پکڑا گیا پھر اس کی سمجھ میں بات آگئی اور اس نے معافی مانگی کہ بھائی صاحب! مجھے معاف کر دو، میں تو

آپ ہی سے ملنے آتا ہوں، بھائی تو میرے آپ ہیں، بھاوج سے تو شریعت میں پردہ واجب ہے۔ کسی نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت اپنے شوہر کے بھائی سے پردہ کرے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر کا بھائی تو موت ہے موت، اس سے تو انتہائی احتیاط کرنی چاہیے۔

تو خیر اس وقت یہ بات درمیان میں آگئی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر تقویٰ کے ساتھ رمضان کا مہینہ گذرے گا، گانا سننے سے احتیاط، سڑکوں پر جائیں تو آنکھوں کی حفاظت، زبان سے کسی کی غیبت اور برائی نہ کیجئے، جتنا ہو سکے تلاوت کریں تو جس کا رمضان اچھا گذرے گا تو اس کی برکت سے ان شاء اللہ اس کا سارا سال اسی طرح اچھا اور تقویٰ کے ساتھ گذرے گا۔

رمضان المبارک کے چار اعمال

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس مبارک مہینہ میں چار عمل زیادہ کرنا چاہیے۔ نمبر ایک لا الٰہ الا اللہ کی کثرت۔ نمبر دو، استغفار کی کثرت۔ نمبر تین، جنت کا سوال اور نمبر چار، دوزخ سے پناہ مانگنا۔ اور اس ماہ میں فضول گپ شپ سے بھی احتیاط کریں، بس ضرورت کی گفتگو کیجئے، ورنہ چاہے آرام سے سوتے رہو لیکن فضول گفتگو نہ کرو۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رمضان میں کئی سو آدمی اعتکاف کرتے تھے، بمبئی، مدراس دور دور سے آتے تھے، ہمارے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بھی تشریف لے جاتے تھے، تو شیخ کا معمول تھا فرماتے تھے کہ بھئی! خوب سوؤ اور پیٹ بھر کر کھاؤ لیکن اگر کوئی کسی سے بلا ضرورت بات کرتا نظر آئے گا تو پھر میں اس کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا، غیر ضروری باتیں کرنے سے دل کا نور چلا جاتا ہے تو اس

بات کی اتنی احتیاط کرتے تھے۔ لہٰذا اس مبارک مہینہ میں تقویٰ کی مشق کرلیجئے اور اگر اس مبارک مہینہ میں تقویٰ کی ایک صورت اور بھی اختیار کرلی جائے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں روزانہ تھوڑی دیر بیٹھ لیا جائے تو:

﴿كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۱۹)

پر عمل کی برکت سے بھی اس کو تقویٰ حاصل ہوگا لیکن شرط وہی نیت ہے، اللہ والوں کے پاس جانے میں یہ نیت ہو کہ مجھے اللہ کا خوف بھی حاصل ہو اور میری روحانی بیماریاں بھی ختم ہوجائیں، میں اللہ کے غضب کے کاموں کو اختیار نہ کروں، چاہے جان رہے یا نہ رہے۔ مومن جب تک جان دینے کی نیت نہیں کرتا اس وقت تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا کیونکہ انسان کو شیطان یہی تو ڈراتا ہے کہ اگر تم گناہ نہیں کروگے تو پریشان رہوگے، دل میں بے چینی رہے گی، دل تڑپتا رہے گا۔ ارے! دل تڑپتا ہے تو تڑپنے دو، اس تڑپنے پر شیخ سعدی شیرازیؒ کا ایک شعر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا۔

خوشا وقتِ شوریدگانِ غمش
اگر رَیش بینند و گر مرھمش

رَیش معنیٰ زخم۔ اللہ کے راستہ کے غم اٹھانے والے، کیا مبارک وقت ان کا گذرتا ہے! اگر زخم دیکھتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں اور۔

دما دم شرابِ الم در کشند
وگر تلخ بینند دم در کشند

اللہ والے ہر وقت رنج کی شراب پیتے ہیں، اگر اسے تلخ دیکھتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں کیونکہ اللہ کی طرف سے مرہم بھی پاتے ہیں یعنی اللہ کے راستہ کی تکلیف اٹھاتے ہیں مگر بالکل خاموش رہتے ہیں۔

لطفِ ترکِ گناہ

لیکن دوستو! حکیم الامت نے قسم اٹھائی ہے کہ خدا کی قسم! جو بندہ گناہ سے بچنے کے لئے تکلیفیں اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اتنی لذت، اتنی مٹھاس دیتا ہے کہ اگر بادشاہوں کو اس کی خبر مل جائے تو وہ ہمارے اوپر تلواریں لے کر دوڑ پڑیں کہ یہ لذت ہمیں دے دو۔ بس چند دن کی مشقت اور مجاہدہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایمان کی ایسی مٹھاس عطا فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کو اس کی لذت کا پتہ نہیں ہوتا، آخر کوئی تو بات تھی کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن سلاطینِ مغلیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

اے مغل بادشاہو! اور تخت و تاج کے مالکو! شاہ ولی اللہ اپنے سینے میں ایک دل رکھتا ہے، اس دل میں اللہ کی محبت کے کچھ جواہرات ہیں، تم تخت و تاج دنیا میں چھوڑ کر قبروں میں خالی کفن لپیٹ کر لیٹ جاؤ گے اور شاہ ولی اللہ دہلوی جب اللہ کے پاس جائے گا تو اس کے سینہ میں جو دل ہے اور دل میں اللہ کی محبت کے جو موتی اور جواہرات ہیں وہ اللہ کے پاس ساتھ لے کر جائے گا۔

دین بزرگوں کی نظر سے پیدا ہوتا ہے

دوستو! انسان کی قیمت بنگلے اور محل، کوٹھیوں سے نہیں ہے، اس کے کاروبار، سونے، چاندی اور نوٹوں کی گڈیوں سے نہیں ہے، اس کے شامی کباب اور کھانے سے نہیں ہے، اس کے شاندار کپڑوں اور بڑی بڑی کاروں میں گھومنے سے نہیں ہے، انسان کی قیمت اللہ کی رضا سے ہے، ایک غلام جس سے

مالک ناراض ہے اور وہ کار میں پھر رہا ہے جبکہ اس کا مالک طاقت والا بھی ہے تو وہ غلام ہر وقت خطرہ میں ہے، کسی بھی وقت اس کو ڈنڈے لگ جائیں گے، اللہ سے بڑھ کر کس کی طاقت ہے، ایک شخص خدا کو ناراض کیے ہوئے شاندار کار پر جا رہا ہے، بینک بیلنس اور بنگلے بنوا کر بڑا خوش ہے، لیکن نہ نماز ہے نہ روزہ ہے، بقول جج شاعر اکبر الٰہ آبادی کے ؎

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے
تو پھر اس کی کیا خوشی ہو کوئی جنٹ کوئی جج ہے

اور فرمایا ؎

نہیں سیکھا انہوں نے دین رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

کیسا شعر ہے بھئی! یہ اکبر گریجویٹ تھے لہٰذا اب یہ نہ کہنا کہ مولانا لوگ ہمیں کیا کہہ رہے ہیں، یہ آپ ہی کی برادری کے آدمی ہیں، انگریزی دان تھے، جج تھے لیکن شعر سے اصلاح کر رہے ہیں، انہی کا ایک اور شعر ہے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اس شعر کو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔

رجالُ اللہ

تو دوستو! جس کو شیطان یہ کہہ کر ڈراتا ہے کہ اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو تمہاری جان ختم ہو جائے گی۔ تو حکیم الامت غالب کا ایک شعر اپنے وعظوں میں پیش کرتے ہیں ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بھئی! اگر جان اللہ کو دے دی تو جان تو اللہ ہی نے دی تھی، تو کیا کمال کیا، جان دے کر بھی اللہ کی محبت کا حق ادا نہیں ہوا۔ یہ خدا کا راستہ ہے، یہ زنانہ پن سے طے نہیں ہوتا، چوڑیاں پہننے سے طے نہیں ہوتا، یہ اللہ کا راستہ ہے، یہ مردوں کا راستہ ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ﴾

(سورۃ النور، آیت: ۳۷)

ہمارے راستہ کے جو مرد ہیں ان کو چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی تجارت ہم سے غافل نہیں کرسکتی۔ کیوں؟

﴿يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِيۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ﴾

(سورۃ النور، آیت: ۳۷)

کیونکہ وہ ڈرتے ہیں قیامت کے دن سے جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی۔ اس لئے مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

اے چوڑیاں پہننے والو! اے زنانہ لباس اور زنانہ ہمتوں کے اندر مبتلا لوگو! تم ہر وقت گناہ کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہو کہ کیا کریں صاحب دل مجبور ہوگیا، دل پریشان کر رہا تھا اس لیے گناہ کرلیا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مردانہ حرکت نہیں ہے، یہ زنانہ حرکت ہے، لہٰذا فرماتے ہیں کہ ارے ہتھیار اٹھا اور نفس پر مردانہ وار حملہ کر تب کہیں جا کر یہ ظالم شکست کھاتا ہے۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے قلعہ کے دروازہ پر حملہ کیا تھا، اسی طرح تم بھی اپنے نفس پر مردانہ وار حملہ کرو۔ بس بغیر ہمت کے کچھ نہیں ہوتا، اسی لئے کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ہے جو موقع دے رہا ہے ورنہ عذاب کی ایسی ایسی

صورتیں نازل ہوتی ہیں اور ایسے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، جب نافرمانی کرنے پر عذاب آتا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ اوہو بلڈ کینسر ہو گیا، گردے میں پتھری پڑ گئی، اب چیخ رہے ہیں کہ پیشاب نہیں اُتر رہا۔ تو یہ اللہ کا حلم و کرم ہے جو ہمیں موقع دے رہا ہے کہ شاید میرا بندہ اب توبہ کرلے، اب توبہ کرلے۔ جلدی پکڑ نہ ہونے سے آپ یہ نہ سوچئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی معاملہ نہیں، چلو ایسے ہی کرتے رہو، گناہ کھاتے رہو اور گناہ پکاتے رہو۔

شرافت کا تقاضا

دوستو! میں کہتا ہوں کہ اللہ کو ناراض نہ کرو، اس معاملہ میں اپنے بزرگوں کی نقل کرو۔ حکیم الامت مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ کا ڈنڈا نہ بھی ہوتا یعنی اگر بالفرض اللہ تعالیٰ دوزخ نہ بھی پیدا کرتا تو بھی اس کے لائق اور شریف بندوں کا یہی مقام تھا کہ اپنے مالک کو جو ایسا محسن ہے کہ جس نے ہمارے لیے زمین و آسمان، سورج و چاند بنائے، مسلمان گھرانے میں پیدا کیا، ہمیں کھلا رہے ہیں، پلا رہے ہیں، اللہ کے ہم پر کتنے احسانات ہیں، تو حق تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ان کے احسانات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کے لائق بندے گناہ نہیں کرتے کہ کہیں ہمارا رب ناراض نہ ہو جائے۔

دیکھو! شریف لڑکے اور شریف بیٹے کو باپ ڈنڈا نہیں مارتا لیکن اگر اس کو کوئی کہتا ہے چلو! سینما دیکھنے چلتے ہیں اگرچہ تمہارے ابا نے سینما دیکھنے سے منع کیا ہے، تو وہ یہ نہیں کہتا کہ یہاں ابا دیکھ تھوڑی رہے ہیں بلکہ شریف لڑکا کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کو ناراض کرنا پسند نہیں کرتا۔ تو جو نیک لڑکا ماں باپ کو ناراض نہیں کرتا اسے تو خدا کو اور زیادہ ناراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ماں باپ تو صرف متولی ہیں اصل پالنے والا تو اللہ ہے، اگر ماں باپ کو خدا روزی نہ دے تو وہ کہاں سے کھلائیں گے؟

گناہ چھوڑنے کے تین طریقے

اس لئے دوستو! شرافت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اپنے اللہ کو ناراض نہ کیا جائے، جن جن باتوں سے خدا تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں ان سے بچنے کی اللہ سے توفیق مانگیں۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کمالاتِ اشرفیہ میں گناہ چھوڑنے کے تین طریقے بیان کئے ہیں۔ نمبر ا، گناہ چھوڑنے کی آپ خود ہمت کیجئے، اگر آپ خود ہمت نہ کریں تو مسجد سے اٹھ کر گھر بھی نہیں جاسکتے، اگر آپ ہمت نہ کریں تو کھانا سامنے ہے کھا نہیں سکتے، ایک لقمہ بھی اٹھا نہیں سکتے۔ تو ہمت کیجئے کہ یا اللہ! میں گناہ چھوڑنے کی ہمت کرتا ہوں، ارادہ کرتا ہوں۔ نمبر ۲، اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کیجئے کہ اے خدا! مجھے گناہ چھوڑنے کی توفیق اور ہمت عطا کردیں، اس لومڑی کو شیر بنا دیجیے اور تیسرا نسخہ ہے کہ خاصانِ خدا سے دعا کی درخواست کیجئے، اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے درخواست کیجئے کہ آپ ہمارے لئے دعا کیجئے کہ ہم جن جن بری عادتوں میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تو کمالاتِ اشرفیہ میں یہ تین اعمال لکھے ہیں، ان تین اعمال کو یاد کرلیجئے، خود ہمت کیجئے، خدا تعالیٰ سے ہمت کی دعا مانگئے اور اللہ والوں سے ہمت کی دعا کی درخواست کیجئے۔

سب سے زیادہ عبادت گذار بندہ

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اس مہینہ کے بارے میں بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو اس مہینہ میں جتنی زیادہ عبادت کرے گا، تلاوت کرے گا، گناہ سے بچے گا، گیارہ مہینے اس کے خیریت سے گذریں گے، جتنا اچھا رمضان گذرے گا، اتنا ہی اچھا سارا سال گذرے گا۔ اس لئے بہت ظالم ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اپنی نالائقی اور خباثت سے باز نہ آئے، جہاں ذرا موقع ملا مجال نہیں کہ

چوک جائے، پھر اس کے رمضان میں کیا اثر ہوگا، اسی طرح حج بھی ہے اور عمرہ بھی ہے۔ لوگ ہر سال حج عمرہ کررہے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، حالانکہ اگر کوئی لاکھ بریانی و پلاؤ کھائے اس میں طاقت تو آئے گی لیکن اگر زہر بھی کھاتا ہے تو پھر کیا ہوگا؟ ایک شخص کو تیئس مرغیوں کا سوپ پلاؤ اور بائیس انڈے کھلاؤ مگر بازار سے تھوڑا سا زہر لا کر بھی کھلا دو تو وہ ساری باکسنگ بھول جائے گا یا جمال گوٹا کھلا دیں تو اتنے دست آئیں گے کہ ساری طاقت نکل جائے گی۔ ہم لوگ عبادت زیادہ کرتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے۔ اس لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((یَا اَبَا هُرَیْرَةَ! اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ))

(سننُ الترمذی، کتابُ الزهد، باب من اتقی المحارم فهو اعبد الناس، ج:۲، ص:۵۶)

اے ابوہریرہ! حرام سے بچ تو قیامت کے دن سب زیادہ عبادت گذار شمار کیا جائے گا۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نانک واڑہ میں فرمایا، میں بھی موجود تھا کہ جو شخص ایک گناہ سے توبہ کرلے تو وہ سینکڑوں تہجد سے افضل ہے، کیوں؟ کیونکہ تہجد کی نماز انعام دلاتی ہے اور گناہ سزا دلاتے ہیں تو انعام لینے سے زیادہ ضروری سزا سے بچنا ہے، اگر کوئی فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ ادا کرتا ہے مگر تہجد نہیں پڑھتا تو وہ کم از کم پاسنگ نمبر سے تو پاس ہو جائے گا، جنت تو چلا جائے گا، انعام نہیں ملا نہ صحیح مگر گناہ سے تو سزا کا اندیشہ ہے۔ پھر ہر گناہ سے اللہ کی دوری کی بدبختی نصیب ہوتی ہے، ہر گناہ اللہ سے دور کرتا ہے اور ہر نیکی خدا سے قریب کرتی ہے۔ تو بتاؤ! اس حیثیت سے بھی گناہ سے ڈرنا چاہیے کہ ہم گناہ کر کے خدا سے دور ہو جائیں گے، ہر گناہ چاہے چھوٹے سے چھوٹا ہو اللہ سے دوری میں مبتلا کرتا ہے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی اللہ تعالیٰ سے حضوری عطا کرتی ہے، اللہ سے قریب کرتی ہے۔ اس لئے یہی کہتا ہوں کہ جو اپنی جان پر رحم نہ کرے،

اس کی جان پر دوسرا کیا رحم کرے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے بار بار استغفار و توبہ کرے کہ یا اللہ! میری شامتِ عمل کی وجہ سے اپنی نعمتوں کو مجھ سے نہ چھینئے ورنہ ایسے لوگ بھی ہیں کہ حج کا ٹکٹ ملا، سیٹ بھی بک تھی اور ائر پورٹ پر گئے تو وہیں کوئی بیماری ہوئی اور لوٹ آئے، اللہ نے انہیں اپنے گھر نہیں آنے دیا۔

لذتِ نامِ خدا

سنقر ایک غلام ہے جو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تھا، میں یہ چھ سات سو برس پہلے کا قصہ سنا رہا ہوں، یہ بہت نمازی، بڑا عبادت گذار تھا لیکن اس کا مالک بے نمازی تھا، ایک دن مالک سودا خرید کر اس کے سر پر لاد کر جا رہا تھا، راستہ میں اذان ہوئی تو اس نے کہا کہ حضور میں تو نماز پڑھوں گا، سودا آپ کے پاس رکھ دیتا ہوں، آپ اس کی دیکھ بھال کریں کیونکہ آپ تو نماز پڑھتے نہیں ہیں لہٰذا آپ سودا دیکھتے رہیں۔ اب وہ مسجد میں نماز پڑھنے گیا، وہ بہت حضورِ قلب سے نماز پڑھتا تھا، غریب تو تھا لیکن اللہ والا تھا، نماز کے بعد جب اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو دعا میں اتنا مزہ آیا کہ وہ بھول گیا کہ میں کسی کا غلام ہوں، اب سب نمازی نکل آئے اور وہ دعا کی لذت میں مست ہو رہا ہے، اسے یاد ہی نہیں رہا کہ کوئی میرا انتظار کر رہا ہے، وہ لذتِ مناجات میں مست ہو گیا، غرق ہو گیا، ڈوب گیا۔ اب مالک صاحب کے دل میں کھلبلی مچی کہ سب نمازی تو آ گئے یہ سنقر کیوں نہیں آ رہا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے چیخ کر پکارا او سنقر! او سنقر! مسجد سے باہر کیوں نہیں آتا؟ اُس نے جواب دیا کہ آنے نہیں دیتا ہے۔ پوچھا تجھ کو کون روک رہا ہے؟ تو سنقر نے کہا کہ جو تجھ کو اندر نہیں آنے دے رہا وہ مجھ کو باہر نہیں آنے دے رہا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت۔ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

نے اسی لذت کی وجہ سے آدھی رات کو سلطنتِ بلخ چھوڑ دی۔ دوستو! واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو اپنے نام کی لذت عطا فرمائی ہے تو کیا ٹیڈیاں، کیا یہ حسن، کیا سلطنت کے تخت و تاج غرض ساری دنیا کی چیزیں ان کی نگاہوں سے گر جاتی ہیں۔

محبتِ الٰہیہ کی عظمت

اللہ تعالیٰ کے نام پر ستر (۷۰) صحابہ جنگ احد میں، احد کے دامن میں شہید ہو گئے، ان کا خون یہ گواہی دے رہا ہے کہ اللہ بہت پیارے ہیں کہ ایک ایک دن میں ستر ستر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ شہید ہوئے، احد کے پہاڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خونِ مبارک پونچھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ایسی قوم اور ایسی امت کا کیا حال ہوگا جو اپنے نبی کو لہولہان کردے، جبکہ وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلاتا ہے، طائف کے بازاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مبارک سر سے بہہ کر نعلین مبارک میں بھر گیا۔ تو سرورِ عالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مبارک اللہ تعالیٰ کی قیمت اور اللہ کی محبت کی عظمتوں پر آج بھی شہادت دے رہا ہے اور تاریخ اس کی گواہی دے رہی ہے۔ آج ہم لوگوں نے اپنے آپ کو کھانے پینے، کپڑے پہننے اور دنیاوی چیزوں میں لگا دیا ہے اور اپنے اللہ کو بھولے ہوئے ہیں۔ بقول مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز رب ذو المنن

اے دنیا والو! تمہیں بیوی بچوں پر تو صبر نہیں آتا، اگر تمہاری بیوی کہیں چلی جائے یا انتقال کر جائے تو سر پیٹتے ہو، بچہ کا انتقال ہو جائے تو روتے روتے

تمہاری ہچکیاں نہیں تھمتیں لیکن اگر تم سے نماز چھوٹ جائے، کوئی گناہ ہوجائے تو تم کو کوئی غم نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی جدائی پر تمہیں صبر آجاتا ہے، تمہیں اپنے رب پر، ایسے پالنے والے، احسان کرنے والے اللہ پر کیسے صبر آگیا؟ تم اس کا ذکر کیے بغیر کیسے سوجاتے ہو؟ ان کا غضب اور ناراضگی کیسے خرید لیتے ہو؟ جس وقت تم گناہ کرتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں، خدا تعالیٰ کے حلم سے غلط فائدہ مت اٹھاؤ، جب وہ پکڑیں گے تو کوئی ولی تمہیں نہیں چھڑا سکے گا، کوئی پیر نہیں چھڑا سکے گا۔

بزرگوں کی صحبت بھی اسی وقت مفید ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو راضی کرے، ہمیں ان کے پاس اس نیت سے اصلاح کروانی چاہیے کہ ہم کو گناہ چھوڑنا ہے، تب تو اللہ والوں کی صحبت مفید ہے ورنہ اور الٹے عذاب کا بھی اندیشہ ہے۔ کفرانِ نعمت یعنی نعمت کی ناقدری سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس اگر شکر کروگے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ○﴾

(سورۃ ابراھیم، آیت:۷)

اگر تم نعمت کا شکر ادا کروگے، اللہ والوں کی صحبت کی قدر کروگے، ان سے دین سیکھوگے تو ہم تمہیں اور زیادہ ترقی دیں گے اور اگر تم نے ان کی ناقدری کی تو سوچ لو کہ بہت شدید عذاب دیں گے۔

تعلق مع اللہ کی قیمت

اس پر ایک واقعہ سناتا ہوں۔ شاہ محمود نے اعلان کیا کہ میرے دربار میں آج سب چیزیں رکھ دی جائیں، خوبصورت لڑکیاں، موتی، سونے چاندی کا ڈھیر، مال، اشرفیاں اور وزارت عظمیٰ کے عہدے اور سب کو اعلان کردیا کہ جو جس چیز پر ہاتھ رکھ دے گا وہ اس کی ہوجائے گی۔ تو کسی نے خوبصورت لڑکیاں

لیں، کسی نے سونے چاندی کا ڈھیر لیا، کسی نے اشرفیاں لیں، لیکن شاہ محمود کا غلام ایاز اپنی جگہ سے نہیں اٹھا، تو بادشاہ نے ایاز سے کہا کہ ایاز! تم کیوں نہیں اٹھتے ہو؟ تم بھی کچھ لے لو، وہ بادشاہ کا عاشق، باوفا اور سچا غلام تھا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایاز اٹھتا ہے، وہ نہ اشرفیوں کی طرف نظر کرتا ہے، نہ خوبصورت لڑکیوں کی طرف، نہ گورنری کی کرسیاں دیکھتا ہے نہ کوئی چیز اٹھاتا ہے، وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہے، اور سیدھا چلا جارہا ہے، سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ظالم کہاں جارہا ہے کیونکہ ہر شخص اس سے ہوشیار تھا کہ یہ بادشاہ کا بہت ہی پیارا ہے، یہ جو حرکت کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی راز ضرور ہوتا ہے، اب سب دیکھ رہے ہیں، اور وہ سب چیزوں کو چھوڑتا ہوا چلا جارہا ہے، نہ اشرفیوں کو دیکھتا ہے نہ سونے چاندی کو، نہ حسین لڑکیوں کو، یہاں تک کہ شاہ محمود کے پاس پہنچ گیا جو کافی دور کرسی پر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا، شاہ محمود کی کرسی کے پیچھے جا کر اس نے دونوں ہاتھ شاہ محمود کے کندھے پر رکھ دیئے اور شاہ سے عرض کیا کہ آپ نے اعلان کیا تھا کہ جو جس چیز پر ہاتھ رکھ دے گا وہ اس کی ہو جائے گی تو سب لوگوں نے تو چیزیں لے لیں اور میں نے شاہ کو لے لیا، شاہ نے اس سے کہا کہ تو مجھ کو لے کر کیا پائے گا؟ کنیزیں لیتا تو کچھ فائدہ ہوتا، اشرفیاں، سونا چاندی، روپیہ پیسہ لیتا تو کچھ مزے اڑاتا، مجھ کو لے کر کیا کرے گا؟ اب ایاز کا جواب سنئے، اس نے کہا کہ حضور! جب بادشاہ میرا ہے تو سلطنت میری ہے اور یہ وزیر جنہوں نے وزارتِ عظمیٰ کی کرسیاں لی ہیں، جب آپ کی آنکھیں بدلیں گی، آپ غضبناک اور ناراض ہوں گے تو یہ اس غلام کے جوتے پالش کریں گے کہ تم شاہ کے مقرب اور پیارے ہو، چلو ہماری سفارش کر دو، تو اگر آپ میرے ہیں تو ساری سلطنت میری ہے۔ یہی کام دنیا میں اللہ والے کرتے ہیں، اللہ والے دیکھتے ہیں کہ کیا چیز لینی چاہیے لہٰذا وہ سارے جہان کے بازاروں سے گذرتے ہیں مگر

بازار کے خریدار نہیں ہوتے، دنیا میں رہتے ہیں مگر دنیا کے عاشق نہیں بنتے۔ مجھے اس مقام پر اپنا ایک شعر یاد آیا کہ اللہ والوں کی شان کیا ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

دیکھئے، ڈاکٹر اگر اللہ والا ہے تو بظاہر تو وہ مریض دیکھ رہا ہے مگر اللہ سے اس کا رابطہ قائم ہے کہ میں ان کا ہوں، وہ اللہ سے غافل نہیں ہے، تاجر اگر اللہ والا ہے تو وہ نوٹ کی گڈیاں گن رہا ہے، بزنس کر رہا ہے لیکن اس وقت بھی اس کے دل میں اللہ کی یاد قائم ہے، ہل جوتنے والا اگر اللہ والا ہے تو وہ ہل جوت رہا ہے لیکن اس کے دل میں اللہ کی یاد قائم ہے کہ آسمان و زمین کا مالک مجھے دیکھ رہا ہے۔

بندے کی قیمت مالکِ حقیقی کی رضا سے ہے

دوستو! اللہ تعالیٰ یہ مقام ہم سب کو نصیب کر دے ورنہ آپ نے دنیا میں کباب کھالیے، بریانی کھالی، بہت مکانات بنا ڈالے، بہت عیش کر لئے لیکن جب روح قبض ہوگی تو صرف کفن لپیٹ کر قبر میں اتارا جائے گا، تب معلوم ہوگا کہ ہمارا کچھ بھی نہیں تھا اور جو اللہ کو پا گیا وہ اپنے ساتھ اللہ کو لے کر جائے گا، قبر میں بھی اور قیامت کے دن بھی اللہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اسی لئے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

یعنی جس نے اللہ کو دنیا میں نہ پایا اس کا دنیا میں پیدا ہونا نہ ہونا سب بے کار ہے، بندہ کی قیمت مالک کی رضا سے لگتی ہے، کراچی میں اگر کوئی بہت بڑا رئیس ہے، ایک لاکھ آدمی اسے سلام کر رہے ہیں لیکن قیامت کے دن اس کی کیا عزت و قیمت

ہوگی؟اس کی قیمت کا اس وقت پتا چلے گا جب اللہ تعالیٰ فیصلہ کریں گے،غلام کی قیمت مالک کی خوشنودی اور خوشی سے لگتی ہے،غلاموں کی قیمت غلاموں کی واہ واہ سے نہیں لگتی،ایک غلام کے ساتھ ایک لاکھ غلام ہیں تو ٹوٹل کیا ہوگا،غلام ہی ہوگا،لیکن ایک غلام کو کوئی نہیں پوچھتا صرف اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہیں تو اس کی قیمت کا پتا قیامت کی منڈی میں چلے گا،وہاں اس کی قیمت معلوم ہوگی۔اس لئے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج ہر شخص اکڑ رہا ہے کہ میں اتنا بڑا زمیں دار ہوں،اتنا بڑا مالدار ہوں،اتنا بڑا معزز انسان ہوں حالانکہ وہ اصل میں کچھ نہیں لہٰذا فرماتے ہیں ۔

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

بتاؤ بھائیو! کتنا سادہ اور پیارا شعر ہے۔لوگ اکڑتے ہیں کہ صاحب میں تو اسمبلی کا ممبر ہوگیا ہوں،میں فلاں وزیر ہوں اور میں فلاں مالدار ہوں،فلاں فیکٹری کا مالک ہوں۔ارے میاں!یہ سب کیا ہے؟یہ سب اللہ کی نعمت ہے،تو نعمت کا شکر ادا کرو اور نعمت دینے والے کو راضی کرو ورنہ جو لوگ نعمت کھا کر نعمت دینے والے کا شکریہ ادا نہیں کررہے ہیں تو ان کی نعمت ان کے لیے عذاب بن جائے گی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ چیچک رو،خراب شکل کے مدینہ منورہ کی منڈی میں بیٹھے سودا بیچ رہے ہیں،کبھی کھڑے ہوکر آواز لگاتے ہیں کہ بھائیو!میرا سودا لے لو۔سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہی چپکے سے پیٹھ کی طرف سے ان کو دبا لیتے ہیں،وہ خوشبوئے نبوت سونگھ لیتے ہیں،پتا پا جاتے ہیں کہ یہ میرے نبی ہیں لہٰذا پیٹھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے رگڑتے ہیں تو آپ بھی سمجھ گئے کہ یہ سمجھ گیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیٹھ کیوں رگڑ رہے ہو؟انہوں نے کہا کہ آپ کے سینہ مبارک سے لپٹنے کا ایسا موقع پھر کہاں ملے گا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ اس نے کہا حضور میں تو بالکل غریب ہوں، میری شکل بھی خراب ہے، مجھے کون خریدے گا، میں آپ کا غلام تو ہوں مگر کھوٹا ہوں، آپ نے فرمایا مگر تو اللہ کے یہاں بہت قیمتی ہے۔

دوستو! اگر خدا ہمارے دل میں اپنا قرب اور اپنی نسبت عطا کردے جو اولیاء اللہ کو، اپنے دوستوں کو عطا کرتا ہے تو سورج، چاند اور بادشاہوں کی وقعت آپ کے دل و دماغ سے گرجائے گی، سورج کے ساتھ رہنے والا ستاروں سے مرعوب ہوسکتا ہے؟ شیر کا دوست لومڑیوں سے ڈرسکتا ہے؟ پھر اللہ کا دوست سارے عالم سے کیسے خوفزدہ ہوسکتا ہے؟

تقویٰ اہلِ تقویٰ کی صحبت سے ملے گا

تو یہ بات عرض کردی کہ اللہ کی محبت، اللہ پاک سے نسبت، اللہ والی زندگی، اللہ والوں کی صحبت سے ملتی ہے اور دنیا اللہ والوں سے خالی نہیں ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اب دنیا میں اللہ والے نہیں ہیں، وہ قرآنِ پاک کے منکر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ○

(سورۃ التوبۃ، آیت۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، تقویٰ والے بن جاؤ۔ مگر تقویٰ والے کیسے بنو گے؟ اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے۔ تو قیامت تک احساناً اللہ کے ذمہ ہے کہ وہ اللہ والے پیدا کرتے رہیں گے۔ حکیم الامت تھانویؒ، ڈیڑھ ہزار کتابوں کے مصنف، بڑے بڑے علماء کے شیخ، وہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! دیکھو یہ قسم ہے ایک اللہ والے کی، مجدد زمانہ کی، سو برس میں ایسا عالم پیدا ہوتا ہے، وہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جب کوئی ولی انتقال کرتا ہے تو اس کی کرسی کو اللہ تعالیٰ خالی

نہیں رکھتے اس کی کرسی پر دوسرا مقرر کر دیا جاتا ہے مگر دنیا احمق ہے، مرنے کے بعد قدر کرتی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہر اتوار کو مجلس میں صرف ستر اسی آدمی آتے تھے اور جب ان کا انتقال ہوا تو کئی لاکھ آدمی تھے۔ ایک دل جلے نے کہا کہ ہائے ظالمو! آج تو تم اتنے زیادہ اکٹھے ہو گئے ہو مگر جب یہ اللہ کا ولی زندہ تھا تو اس کی صحبت سے تم محروم رہے، مرنے پر تمہیں ہوش آیا کہ چلو بھئی کندھا لگا لیں۔

میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ موٹی سی بات ہے، تم مٹھائی والوں سے مٹھائی لیتے ہو، کپڑے والوں سے کپڑے لیتے ہو، آم والوں سے آم لیتے ہو تو اللہ والوں سے کیا لینا چاہیے؟ وہاں بھی جا کر دنیا مانگتے ہو کہ تعویذ دے دو، وہاں بھی کچھ نہ کچھ دنیا ہی لے کر جاتے ہو۔ ارے! ہم کہتے ہیں کہ دعا کرانے کو منع نہیں کیا جاتا، مقدمہ کی دعا کروالو، تعویذ لے لو، فیکٹری کی برکت کے لئے بھی تعویذ لے لو لیکن اگر تم نے اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں سیکھی تو تم نے اُن کی قدر و منزلت کا حق ادا نہیں کیا۔ کیوں صاحب! مٹھائی والے سے جا کر کہو کہ میاں تمہارے پاس کپڑا ہے؟ دس گز کپڑا چاہیے۔ تو وہ ہنسے گا کہ مٹھائی والے سے کپڑا مانگتے ہو۔ تو اللہ والوں سے دنیا تو مانگتے ہو، اللہ کو کیوں نہیں مانگتے۔

چین و سکون کی دولت صرف اللہ والوں کے پاس ہے

تو ایسا دل جس کو اللہ نے اپنی محبت کی نعمت سے نوازا ہو اور جس نے بزرگوں کی جوتیاں اٹھائی ہوں ان کی صحبت میں کچھ دن رہ کر دیکھو ان شاء اللہ حالات بدل جائیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ بادشاہوں کے پاس رہ لو، ایک مہینہ وزیر اعظم کے پاس رہ لو، ایک مہینہ

مالداروں کے پاس رہ لو، ایک مہینہ ان لوگوں کے پاس رہ لو جو شراب، کباب، زِنا اور سینما میں مست ہیں اور ایک مہینہ کسی اللہ کے ولی کے پاس رہ لو، اللہ والوں کے پاس رہ لو تو تم قسم اٹھا کر کہو گے کہ چین تو ان اللہ والوں ہی کے پاس ہے، گناہوں میں چین کہاں؟ وہ تو عذاب میں مبتلا ہیں، جس کو دوزخ دیکھنی ہو وہ اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا کرے، وہ غیر اللہ میں دل پھنسائے، جس کو دنیا ہی میں رات دن دوزخ کی آگ میں جلنے کا شوق ہو وہ عورتوں سے نظر لڑائے اور ان کے عشق میں اپنے دل کو بے چین رکھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے پاس رہ کر بھی دیکھو، اگرچہ ابھی تمہیں اللہ کی محبت کا ذائقہ نہ ملا ہو لیکن جو لوگ اللہ اللہ کرتے ہیں ان کے پاس بیٹھ کر دیکھو کہ کتنا سکون ملتا ہے۔ اگر کسی کے پاس فریج نہیں ہے تو اپنی بوتل کسی دوسرے کے فریج میں رکھ کر دیکھو، ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اسی طرح ان اللہ والوں کے پاس رہ کر دیکھو تمہارا دل بھی سکون سے ٹھنڈا ہو جائے گا۔ جب ان کے پاس بیٹھنے کا یہ انعام ہے تو خود ان اللہ والوں کو اللہ کے نام سے کتنا سکون حاصل ہے، اس کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ شاعر کہتا ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ والوں سے خطا ہی نہیں ہوتی، وہ معصوم نہیں ہوتے ہیں، اللہ والوں سے بھی خطا ہو سکتی ہے لیکن خطا کی طرف ذرا سا میلان ہونے پر ان کے دل میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے درخت کی جڑ گہری ہو اور اس کو اکھاڑا جائے تو تڑ تڑ کی آواز آتی ہے، اللہ والوں کے دل میں اللہ کے تعلق کی جڑیں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ اگر وہ چاہیں بھی تو ان کے لیے گناہ کرنا ناممکن ہوتا ہے، اگر وہ چاہیں بھی تو ان کے قلب میں اللہ اتنی پریشانی پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اللہ کی پناہ

چاہتے ہیں اور اللہ سے تعلق کی بنا پر ان کو گناہ بہت بڑی مصیبت معلوم ہوتا ہے، جب وہ گناہ کی لذت اور اللہ کی نافرمانی کا بیلنس نکالتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ بھئی یہ سودا مہنگا ہے، دومنٹ کی لذت کے لئے کون ہر وقت کی پریشانی اٹھائے، دومنٹ کی لذت کے لئے دل بے چین ہوتا ہے اور عذابِ الٰہی کے ہتھوڑے دل پر لگتے ہیں اور دماغ پر جوتے پڑتے رہتے ہیں، چہروں پر بھی پھٹکار برستی ہے، حواس حاضر نہیں رہتے، قلب حاضر نہیں رہتا، گفتگو سے پتا چلتا ہے کہ یہ شخص آج کوئی گناہ کر کے آیا ہے، ہر گناہ سے عقل کو نقصان پہنچتا ہے۔ گناہ سے عقل میں فتور آجاتا ہے اور نیکی سے اللہ تعالیٰ عقل کی سلامتی عطا کرتے ہیں۔

رمضان المبارک کے آداب

اس لئے دوستو! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ مبارک مہینہ ہے، رمضان کے چند دن جو باقی ہیں ان میں ہر گناہ سے بچیئے، ان کو تقوٰی سے گذاریئے، خوب تلاوت کیجئے، خوب ذکر کیجئے۔ اس مہینہ میں عرشِ اعظم کو اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور افطار سے پہلے دعا قبول ہوتی ہے، تہجد کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اس مبارک مہینہ میں مشق کرائی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تاکہ تم لوگ متقی ہوجاؤ تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو جو پورا نہیں کرے گا تو سوچو اللہ تعالیٰ اس سے کتنا ناراض ہوں گے لہٰذا اس مبارک مہینہ میں فضول خرچی تو بالکل مت کرو، ایسے دوستوں کے پاس بیٹھو ہی مت کہ جہاں بے جا اسراف ہوجائے، تھوڑی دیر بیٹھو اور کہہ دو کہ اب رمضان کے بعد ملیں گے۔ ہمارے بزرگوں نے تو خطوط کے جواب بھی نہیں دیئے، اس مہینہ میں سب کام بالکل بند، جتنا ہوسکے تلاوت و ذکر وفکر اور تراویح کا اہتمام کریں، افطاری میں کھانے کا اعتدال کریں، دن بھر کا بھوکا اتنا زیادہ نہ ٹھونس لے

کہ حلق تک دہی بڑے آجائیں اور سجدہ میں وہی بڑا نکل رہا ہے۔

تو دوستو! اتنا کھانے کو اکابر اور بزرگوں نے منع کیا ہے۔ لوگ سحری میں بھی ڈر کے مارے حفظِ ماتقدم اتنا کھاتے ہیں کہ کہیں بھوک نہ لگ جائے، سحری کے وقت شیطان اتنا ڈراتا ہے کہ بہت زیادہ کھالو، اسٹور کرلو، اسٹاک (Stock) کرلو، گودام بھرلو تاکہ شام تک کوئی پریشانی نہ ہو۔ لیکن اس سے ہوتا کیا ہے؟ پیٹ میں گڑگڑ گڑگڑ شروع ہوجاتی ہے، دن بھر ہوا خارج ہوتی ہے، نہ تلاوت میں جی نہ ذکر میں مزہ۔ تو اتنا مت کھاؤ، اطمینان رکھو کوئی بھوکا نہیں مرتا، ایک دن میری گذارش پر عمل کر کے دیکھو، جتنی بھوک ہو اتنا کھاؤ، زبردستی مت ٹھونسو، گودام میں اسٹاک مت کرو کہ بعد میں کام آئے گا یعنی شام پانچ بجے جب بھوک زیادہ لگے گی تو اس وقت صبح کا اسٹاک کام میں آجائے گا۔ تو اس کی فکر مت کروان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ مدد فرمائیں گے۔

دیکھو! یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ آپ کے راستہ میں اگر کوئی کام کرے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں یا نہیں؟ بولئے! آپ کے کام سے کوئی شخص جارہا ہے تو آپ اس کی مدد نہیں کریں گے؟ تو جو اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہے، خدا بھی اس کی مدد کرتا ہے اور جو عبادت کرتا ہے اللہ اس کی بھی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی اس کا روزہ آسانی سے پورا کراتے ہیں۔ تمام کافر قومیں روزہ کا سن کر کانپ جاتی ہیں، مسلمانوں کے روزہ سے یہودی ڈرتا ہے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں۔ لیکن آپ بتائیے کہ رمضان کیسے گذر رہا ہے؟ رمضان آنے سے پہلے تو ڈر لگا تھا کہ بھئی رمضان آرہا ہے لیکن جب رمضان آگیا، روزہ رکھ لیا تو سب ڈر ختم ہوگیا اور رمضان میں کتنا ڈر لگتا ہے آپ کو بتاتا ہوں۔

ایک لطیفہ

گاؤں کے مولوی صاحب نے وعظ میں اعلان کیا کہ دیکھو بھئی! رمضان شریف آ رہا ہے، اس کا خوب اکرام کرنا، خوب خیال رکھنا تو گاؤں والوں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ رمضان میں کیا ہوتا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ روزہ رکھنا پڑتا ہے۔ بستی والے بہت ہی جاہل تھے، کہنے لگے کہ روزہ کا کیا حکم ہے؟ مولوی صاحب نے کہا دن بھر کھانا پینا بند۔ گاؤں والوں نے کہا کہ اچھا رمضان آتا کدھر سے ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ مغرب کی طرف سے آتا ہے اور تاریخ بھی بتادی کہ ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو آتا ہے۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم آنے ہی نہیں دیں گے۔ سب نے کہا کہ رمضان کی تیاری کرلو، رمضان کے آنے سے روزہ فرض ہوجاتا ہے۔ اب مولوی صاحب تو چلے گئے لیکن ان کے بعد جتنے بستی والے تھے جب انتیس تاریخ آئی اور چاند دیکھنے کا وقت آیا تو سب گاؤں کے باہر پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ انتیس کو رمضان آئیں گے یا تیس کو، جب انتیس کو نہیں آئے تو تیس کو پھر پہنچ گئے کہ آج تو رمضان صاحب ضرور آئیں گے لہٰذا لاٹھی لے کر بستی سے باہر کھڑے ہوگئے اور دیکھ رہے ہیں کہ رمضان کدھر سے آتا ہے۔

اتنے میں دور سے ایک آدمی اونٹ پر بیٹھا آتا دکھائی دیا، یہ ظالم وہیں سے چلائے کہ خبردار! ہمارے گاؤں کی طرف قدم مت رکھنا، کیا نام ہے تمہارا؟ اس نے کہا کہ میرا نام رمضان علی ہے، اب جو سب نے ڈنڈا لے کر اس کی ایسی پٹائی کی کہ بے چارہ کو سانس لینا مشکل ہوگیا کہ میں کہاں آ پھنسا، جلدی سے وہاں سے لوٹ کر واپس بھاگ گیا۔ ایک مہینہ کے بعد مولوی صاحب آئے اور پوچھا کہ دوستو! میں نے تم سے رمضان کی فضیلت بیان کی تھی تو تم نے رمضان کے روزے رکھے؟ لوگوں نے کہا کہ رمضان صاحب کو تو ہم نے آنے ہی نہیں دیا پھر روزہ کیسے فرض ہوتا؟ خدا ایسی جہالت سے بچائے۔ اس واقعہ کو

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ میں وہی باتیں بیان کرتا ہوں جو اللہ والوں نے بیان کی ہوں، اس قصہ میں نور بھی ہے اور نیند بھی بھاگ جاتی ہے۔

اللہ نے اس مبارک مہینہ کی جو غایت وغرض بیان کی ہے لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ یعنی تقویٰ حاصل کرو۔ تو دعا کیجئے کہ اللہ ہم سب کو اپنی رحمت سے متقی بنادے اور گناہوں کے اسباب کی طرف جانے سے ہمیں ایسا خوف دے دے کہ ہم گناہوں سے ایسے بھاگیں جیسے سانپ سے بھاگتے ہیں۔ یا اللہ! کسی کو سانپ کاٹ لے تو وہ زندگی بھر اس جگہ کا رخ بھی نہیں کرے گا مگر ہمارے نفس کا یہ حال ہے کہ ہمیں جہاں موقع ملا گناہوں کی طرف ہمارے قدم بھاگے چلے جاتے ہیں۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے ہم سب کو تمام گناہوں سے بچنے کی اور اپنے غضب سے ڈرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ یا اللہ! قبل اس کے کہ آپ کا غضب ہمیں پکڑلے ہمیں جلد ہدایت عطا فرما دیجئے۔

آج جو مضمون بیان کیا گیا ہے اپنی رحمت سے اس پر سنانے والے کو بھی اور سننے والوں کو بھی عمل کی توفیق نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمارے پیٹ میں روزہ ہے اور ہم آپ کے لئے بھوکے ہیں، آپ کے لئے پیاس میں مبتلا ہیں، آپ کے حکم سے ہم پانی اور کھانا استعمال نہیں کررہے ہیں اور عرشِ اعظم کو اٹھانے والے فرشتے ہماری دعاؤں پر آمین کہہ رہے ہیں تو یا اللہ! ان تمام فرشتوں کی برکت سے اور رمضان کے اس مبارک مہینہ کی برکت سے ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرما دیجئے، نفس اور شیطان کی غلامی سے نکال کر اپنی سچی سو فیصد فرماں برداری والی حیات، اللہ والی زندگی ہم کو نصیب فرمایئے اور ہماری جو بیٹیاں، مائیں اور بہنیں آتی ہیں جن کے لئے یہاں پردہ کا انتظام ہے، اے اللہ! ان سب کو بھی اللہ والی بنا دیجئے اور اپنی محبت ہمارے سینوں میں داخل فرما دیجئے۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے تمام ناراضگی کے کاموں سے ہم سب کے

دلوں کو نفرت اور کراہیت اور اپنی خصوصی حفاظت نصیب فرمایئے اور جن باتوں سے آپ خوش ہوتے ہیں ان پر عمل نصیب فرمایئے۔ یا اللہ! اولیاء کی حیات، اپنے دوستوں کی زندگی سے ہماری زندگی کو آشنا فرمایئے، جو دردِ محبت آپ اپنے اولیاء کے سینوں کو عطا کرتے ہیں ہمارے دلوں کو بھی اس دردِ محبت سے آشنا کردیں اور ہمیں بیگانوں سے بیگانہ کردیں اور اپنوں سے اپنا بنادیں، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى

خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ